میں اہلحدیث کیوں ہوا

حضرت العلام مولانا عبد الرحمن فاضل دیوبند

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر

حق و باطل کی تو گر پہچان اے اہلِ تمیز، سنکھیا مصری کے دھوکہ میں کھانا چاہیے

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل (حق کے سامنے) نہیں ٹھہرتا۔ (القرآن)

میں اہلحدیث کیوں ہوا؟

تصنیف: حضرت العلام مولانا عبدالرحمن فاضل دیوبند

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

مفت برائے تقسیم

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیّت و رأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کر دیا ہے۔ اس کے صاف و شفاف جسم کو داغ دار کر دیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبّوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردار ادارہ ”سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ“ جموں وکشمیر نے اصلاح عمل وعقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جد وجہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر
بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

کرو دوستو دل سے اطاعت نبی کی + نہیں فرض تقلید تم پر کسی کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

سخن ہائے گفتنی

ملت اسلامیہ جن بزرگوں کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتی ان میں سے ایک عظیم عالم دین حضرت العلام مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند ہیں۔ جو مسلک اہلحدیث قبول فرما کر اور مجسمہ داعی کتاب و سنت بن کر شب و روز قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس اور تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں حضرت العلام مولانا کے ارشادات اور تبلیغی مساعی سے بیشمار نوجوان طلباء اور دانشور استفادہ کر رہے ہیں۔ یعنی تقلید و جمود کو خیر باد کہہ کر مسلک اہلحدیث قبول کر رہے ہیں۔

مسلک اہلحدیث کا بانی کون ہے؟

مسلک اہلحدیث کے بانی امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، سردار الانبیاء

اشرف الانبیاء، خاتم المعصومین، ختم الرسل، خیر البشر، سید العرب والعجم، سید الکونین، سید العالمین، سید الرسل، سید المرسلین، اکرم الآخرین۔ خاتم النّبیّین، امام النّبیّین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سرور دو عالم، سرور کائنات، سردار دو عالم شمع رسالت، رہبر اعظم، تاجدار مدینہ، شافع روز جزا، محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ، حبیب خدا، فداہ ابی و امی علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہیں۔

ناظرین! یہ مخفی نہ ہوگا کہ اہل حدیث کا ہر ایک مسئلہ قرآن وحدیث سے ماخذ ہے، جاہلوں میں مشہور ہے کہ اہل حدیث کے مسلک کے بانی شیخ محمد بن عبد الوہابؒ نجدی ہوئے ہیں۔ اہلحدیث کی کوئی کبھی نسبت شیخ محمد بن عبد الوہاب سے نہیں بلکہ اہلحدیث کا مقلد سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ یہ تو صاف بات ہے کہ ہر فرقہ اپنے مذہب کے امام کا قول پیش کرتا ہے اور اس پر فتویٰ دیتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اہلحدیث نے کبھی کسی کا قول پیش نہیں کیا لیکن آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اہلحدیث نے کبھی بھولے سے بھی شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کے قول کو سنداً پیش کیا ہو، بلکہ اہلحدیث کے بہت سے افراد کو یہ بھی معلوم نہیں کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب کون تھا، ہاں تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے حنفی بھائیوں کی طرح وہ بھی امام احمد بن حنبلؒ

کے مقلد تھے۔ چنانچہ فقہ حنفیہ کی معتبر کتاب رد المختار باب البغاۃ میں لکھا ہے یعنی شیخ محمد بن عبد الوہابؒ حنبلی مذہب کے مقلد تھے ۔

حضرت مولانا موصوف کی دعوت مسلک اہلحدیث سے فیض یاب (سیراب) ہو کر جن نوجوانوں نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں :۔ اسمائے گرامی

★ چوہدری جاوید اقبال
★ چوہدری محمد مشتاق احمد
★ چوہدری علی محمد
★ صاحبزادہ چوہدری علی محمد
★ چوہدری شاہ محمد
★ چوہدری نذیر احمد
★ چوہدری محمد شمیم
★ چوہدری اصغر علی
★ چوہدری فرزند علیؒ
★ چوہدری مشتاق احمد
★ چوہدری فرزند علیؒ
★ چوہدری محمد اسلم ڈوگر

★ چوہدری مولوی عبد الرشید
★ چوہدری مولوی برکت علیؒ
★ سید محمد علی شاہ
★ شیخ عبد الرشید
★ مرزا محمد حنیف
★ شیخ محمد اسمٰعیل
★ میاں بشیر احمد پروفیسر
★ عبد الرزاق
★ مشتاق احمد
★ میاں شفیق انور
★ محمد عارف (عبد الغنی)
★ مولوی عبد السلام گورونانک پورہ

- مولوی محمد سعید اے ایس-او
- شیخ محمد صدیق
- نصیر الدین ابوبکر افریقی
- شیخ محمد فرح
- شیخ عبدالمجید
- شیخ نذیر احمد
- شیخ عبدالرشید
- شیخ محمد خالد
- شیخ عبدالشکور
- مرزا ناظم حسین
- چوہدری محمد خالد
- مولوی محمد علی
- جمال الدین مغل
- طارق جاوید
- محمد اسحاق
- محمد بلال
- بابر صاحب
- علی محمد بھٹی
- محمد منیر بھٹی
- چوہدری محمد اسلم
- چوہدری محمد صادق
- عبدالصمد
- محمد لوٹا رنگریز
- محمد شریف مغل
- محمد صادق مہر
- عبدالرشید بھٹی
- شیخ نذیر احمد ولد چراغ الدین
- شیخ فضل الٰہی
- شیخ محمد حنیف
- چوہدری محمد خالد
- چوہدری خالد جاوید
- چوہدری محمد منیر
- مرزا محمد طاہر نظامی
- چوہدری محمد اشرف

★ چوہدری لیاقت صاحب
★ محمود العزیز
★ ملک محمد اسلم
★ چوہدری محمد عبداللہ

★ مولوی محمد نصر اللہ
★ خوشی محمد
★ مظفر علی شاہ

دعا ہے کہ اللہ رب العزت سب مسلمانوں کو صراط مستقیم دکھائے۔ تمام دوستوں کے گناہ معاف کرے اور قرآن و حدیث پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ

حاجی مرزا محمد اسحاق زیدی
فیصل آباد

حدیث مصطفیٰ کے مقابلہ میں امتی کے قول پر عمل کرنیوالے کا حشر

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے پیارے پیغمبر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس کو تیرا فیصلہ پسند نہ آیا اور تیرا فرمان نہ بھایا۔ تیرے فیصلے سے منہ موڑا اور حدیث نبوی کو چھوڑ کر امتی کے قول کو ڈھونڈنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان کی منافقت کو خوب جانتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضؓ پر ان کا دعویٰ استغاثہ نہیں چل سکتا۔ حدیث نبوی ﷺ کو چھوڑ کر حضرت عمر رضؓ کے قول پر عمل کرنیوالے کا حشر:۔

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا پ۵ ع۹	تیرے فیصلے سے رک رک رہتے ہیں۔

ہاں ہاں یہ منافق بے ایمان ہے، خداوند قدوس نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ حضرت عمر رضؓ نے مسلمان کو قتل نہیں کیا بلکہ منافق کو قتل کیا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو جیسے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات انبیاء میں آخری ذات ہے، ایسے ہی پوری کائنات میں سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آخری ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ	پس قسم ہے تیرے رب کی اے پیارے رسولؐ! نہیں ایمان لائیں گے یہاں تک

اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا
پ۵ ع۵

کہ حاکم بنائیں تجھ کو اپنے باہمی جھگڑوں میں پھر تیرے فیصلے سے اپنے دلوں میں کچھ بھی تنگی نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں۔

یعنی یہ لوگ کلمہ پڑھنے والے اور مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے حج اور نماز، زکوٰۃ ادا کرنے والے جب تک دین و دنیا کے تمام تنازعوں اور جھگڑوں میں پیارے پیغمبر سید الکونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم اور جج نہ بنائیں ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

قرآن مجید کا فیصلہ

جب بھی کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
پ۵ ع۵

اگر تمہارے درمیان کسی مسئلہ میں جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔

؎ سچ حدیث نبی سرور دی کردی خوب نکھیڑا
جنہاں نے اس تھیں نفرت کیتی ڈب گیو نے بیڑا

سنت کا نافرمان گمراہ ہے

سیّد الرسل سرور دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو حقارت

کی نظر سے دیکھنے والا اور بدعت پر عمل کر والا گمراہ ہے۔

لَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّۃَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ اَوْ کَفَرْتُمْ (مسلم شریف)	اگر تم نے اپنے پیغمبرؐ کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔

۵ یہی فیصلہ ہے کتاب ھدیٰ کا
کہ دشمن نبیؐ کا ہے دشمن خدا کا

مسلمانو! تقلید شخصی سے بچو اسلام میں تقلید شخصی کا ہرگز وجود نہیں ہے بلکہ قرآن حکیم نے یہود و نصاریٰ کو احبار و رہبان کی تقلید شخصی اختیار کرنے پر سخت مذمت فرمائی ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ پ۱۰ توبہ	یعنی یہود و نصاریٰ نے ٹھہرائے ہیں اپنے عالم اور درویش خدا، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔

یہود و نصاریٰ نے اپنے پیر و مرشدوں کو اللہ کے سوا ان کو رب بنا رکھا ہے۔ عالم اور درویشوں کے حرام و حلال مسائل میں ان کی تقلید کرتے تھے۔

پیش لفظ

از قلم: مولانا محمد یوسف انور خطیب جامعہ رحمانیہ منڈر گلی فیصل آباد

سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ (الحدیث)	یعنی جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اس فرمان نبوی کے مطابق ہمارے ممدوح مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدظلہٗ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آپ کو تقلیدی بندھنوں سے آزاد کر کے قرآن و سنت کا پیروکار بنایا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

راقم السطور نے اپنے بچپن میں مولانا محترم کا تقلیدی دور بڑے قریب سے دیکھا ہے جب کہ نہ صرف فیصل آباد بلکہ ملک بھر کے علمائے احناف میں آپ کا شہرہ تھا اور اس طبقہ میں آپ کو انتہائی اعزاز و اکرام حاصل تھا۔ لیکن جونہی آپ نے مسلک اہلحدیث اختیار کرنے کا اعلان کیا تو سلف صالحین کی طرح آپ پر بھی مخالفت

ومصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور ایک عرصہ تک آپ کس مپرسی کا شکار رہے۔ اس سلسلہ میں زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے بعض اہلحدیث علماء نے بھی آپ کی حوصلہ افزائی کی بجائے ذاتی مصلحتوں کو پیش نگاہ رکھا اور آپ کی علمی و تحقیقی صلاحیتوں کو اُجاگر نہ ہونے دیا، تاہم مولانا موصوف کی استقامت قابل ستائش ہے کہ کسی قسم کی تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے اور حق و صداقت کا چراغ بقدر استطاعت جلاتے رہے۔ آج بھی آپ علّامہ اقبالؒ کے اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں۔

اپنے بھی ناراض ہیں مجھ سے بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

ہمارے عزیز دوست اور مسلک اہلحدیث کے سراپا سرگرم مبلّغ مرزا محمد اسحاق صاحب زیدی مُبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود حضرت مولانا موصوف کے ممد و معاون ہیں اور ان کے تبلیغی مشن میں دست راست کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ادارہ اشاعت السنۃ المحمدیہ اور دار المطالعہ ختم نبوت کا اجراء اور اس کے تحت تعلیمی و تصنیفی

کاوشیں ہر لحاظ سے مفید ترین ہیں۔ مزید برآں ان اداروں کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کی سرپرستی ملک کے بلند پایۂ عالم دین اور مسلک اہلحدیث کے بے باک ترجمان مناظر اسلام حضرت العلام مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی حفظہ فرما رہے ہیں۔

شہر فیصل آباد اور قرب و جوار کے احباب ان اداروں کی دینی و اصلاحی خدمات سے بخوبی آگاہ ہیں۔

—— ہم توقع رکھتے ہیں کہ ——

مخیر حضرات بھی مذکورہ اداروں کے ساتھ معاونت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

محمد یوسف انور
فیصل آباد

۲۱ر اگست ۱۹۷۶ء مطابق ۲۳ر شعبان ۱۳۹۶ھ

ہدیہ تبریک

منجانب

حضرت مولانا محمد شریف صاحب اشرف سابق پروفیسر مدینہ یونیورسٹی

فاضل محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب زید مجدہٗ۔ اہلِ علم حضرات میں محتاجِ تعارف نہیں ہیں علومِ دینیہ کی تدریس اور ہر موضوع پر خطابت و تقریر میں آپ کو عبور حاصل ہے خصوصاً فیصل آباد میں شرک و بدعات کی پرزور تردید میں آپ کا نمایاں کردار ہے۔ مسلک اہلحدیث کو قبول فرمانے کے بعد تو شب و روز قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت میں آپ نے صرف کر رکھے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی تحقیق کاوشوں کے نتیجہ میں بے شمار نوجوان دعوتِ حق پر لبیک کہہ چکے ہیں اور عامل بالحدیث ہو چکے ہیں۔ ضلالت و گمراہی کے اس دور میں مولانا موصوف نے اصلاحِ عقائد کا جو بیڑا اٹھا رکھا ہے وہ قابلِ ستائش ہے میں اس سلسلہ میں انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، دعا ہے

اللہ تعالیٰ ان کی مساعی حسنہ کو مزید بار آور فرمائے۔ اور عوام الناس کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے، اس کے ساتھ ہی عزیزی مرزا محمد اسحاق صاحب اور چوہدری جاوید اقبال صاحب کے لئے بھی بارگاہ ربّ العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ جس مجاھدانہ انداز سے مولانا موصوف کی علمی نگارشات کو شائع کر رہے ہیں اس میں خیر و برکت کا نزول فرمائے۔

محمد شریف اشرف رحمۃ اللہ علیہ

خطیب مسجد الکوثر اہلحدیث

افغان آباد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد! بندہ حنفی دیوبندی مذہب کا پیرو اور دار العلوم دیوبند سے فارغ ہو کر عرصہ دراز تک اسی مسلک پر عمل پیرا رہا پھر غیر جانبدارانہ تحقیق کر کے ۱۹۶۶ء میں مسلک اہلحدیث اختیار کیا اور اس کا باقاعدہ اخبارات میں اعلان کیا۔ بہت سے لوگ پوچھتے ہیں، تم نے ایسا کیوں کیا؟

اس کے جواب میں یہ چند سطور تحریر کی ہیں اور اس میں اپنی زندگی کے مختلف ادوار بتائے ہیں جن سے گزر کر یہ عاجز تحقیق کے اس مقام پر پہنچا جس کا اعلان کرنا ضروری سمجھا نیز یہ بتایا ہے کہ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے اسمیں مسلک اہلحدیث ہی صحیح مسلک ہے۔

مسلک اہلحدیث یہی ہے کہ کوئی بات اسوقت تک تسلیم نہ کی جائے جب تک وہ قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہو اور اگر قرآن و حدیث کیخلاف کسی بڑے سے بڑے عالم کی بات بھی ہو تو وہ بھی قابل قبول نہیں، ہم خدا اور اُسکے رسول کے مقابلہ میں نہ کسی عالم کو سند اور دلیل مانتے ہیں اور نہ ہی کسی امام کی ذاتی رائے کو شرعی مانتے ہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کے بھی وہی ارشادات قابل قبول ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہوں یہ ہے میرا مذہب۔

"عبدالرحمٰن"

میری زندگی کا پہلا دور

میں ایک کسان گھرانے میں پیدا ہوا۔ جب ہوش سنبھالا تو اپنے والدین اور ماحول سے جس طرح یہ تین عقیدے حاصل کئے کہ (نمبر ۱) ہمارا خالق خدا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (نمبر ۲) ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہم آپؐ کے اُمتی ہیں۔ اور (نمبر ۳) مرنے کے بعد دوبارہ خدا ہم کو زندہ کر کے ہمارے عملوں کا حساب کتاب لے گا اور بہشت یا دوزخ میں بھیج دیگا اسی طرح یہ عقیدہ بھی حاصل کیا کہ ہم حنفی ہیں اور ہمارا مذہب حنفی ہے یعنی ہم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اُس وقت ذہن میں نہ کسی تنقید کی قابلیت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی انسان موروثی عقائد پر تنقید پسند کرتا ہے سو میں بھی اسی طرح ان عقائد کو موروثی طور اختیار کرنے کے لئے تیار رہا۔ اور ان سے دلی وابستگی پیدا کرلی اور یہی وہ عقیدے ہیں جن کی بناء پر ایک آدمی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ کلمہ طیبہ تو ہم لوگ صرف تبرّکاً پڑھتے ہیں الفاظ کا مطلب کچھ نہیں سمجھتے۔ میں نے بھی تبرّکاً ہی یہ کلمہ پڑھنا اپنے ماحول

سے سیکھ لیا اور معنٰی و مطلب سے کوئی غرض نہ رکھی۔ اس کے بعد میں اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گھر سے رخصت ہوگیا اور مختلف اساتذہ سے بے شمار علوم و فنون پڑھتا رہا۔ صرف نحو منطق فلسفہ۔ فلکیات۔ فقہ۔ اصُول فقہ وغیرہ اور جب ان علوم کا مقصد اساتذہ سے پوچھا جاتا تو وہ مقصد یہ بتاتے کہ ان علوم کے ذریعہ قرآن و حدیث کو انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے گویا ان علوم کی تعلیم قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے حاصل کی جارہی تھی اس پر مجھے بارہا اپنے اساتذہ سے یہ عرض کرنا کہ آپ ان علوم کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث بھی پڑھائیں تو جواب یہ ملتا کہ ان سب سے فارغ ہو کر تم آخری سال دورۂ حدیث پڑھو گے تو اس وقت قرآن و حدیث کا علم حاصل ہو سکے گا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل کو اس طرز عمل سے ایک دھچکا لگا مگر یہ وقتی حادثہ تھا جو دل میں آیا اور گزر گیا اور میرے اساتذہ کا اس میں کوئی قصور بھی نہ تھا اس لئے کہ سارے معاشرہ میں وہ نصاب تعلیم پڑھا پڑھایا جاتا تھا جو شاہجہانی دور میں ایک سرکاری عالم ملّا نظام الدین نے مرتب کیا تھا اور اِسی لئے اس کا نام بھی درس نظامی ہے اور اہلحدیث کے بغیر سب شیعہ۔ سنی۔ بریلوی

اور دیوبندی یہی نصاب آج تک پڑھتے پڑھاتے ہیں اور میرے اساتذہ بھی علماء کے اس معاشرہ میں رہتے تھے اس لیئے انہوں نے بھی یہی نصاب پڑھانا تھا اور پڑھایا۔ میرے اِن اساتذہ میں بعض بلند درجہ اساتذہ تھے اُن کے فیض سے ربّ نے مجھے دولتِ علم سے نوازا اور میرے دل سے ہمیشہ اُن کے لئے دعائیں نکلتی ہیں اور ان علمائے کرام نے ہی میرا یہ ذہن بنایا کہ جو علم تجھے پڑھایا جا رہا ہے یہ خدا کی امانت ہے ہم تیرے سپرد کئے جا رہے ہیں اب تیرا فرض ہے کہ اس امانت کی حفاظت اس طرح کرو کہ جو علوم حاصل کئے ہیں ان کی لوگوں کو تعلیم دو، ان بزرگوں کی اسی تلقین سے متاثر ہو کر میں نے جس طرح زندگی کا ابتدائی دس سالہ دورِ تعلیم حاصل کرنے کے وقف کیا تھا اسی طرح فراغت کے بعد بیس سالہ دورِ تعلیم دینے کے لئے وقف کئے رکھا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس دور میں مَیں نے خالصۃً رضائے الٰہی کے لئے سلسلۂ درس و تدریس جاری رکھا۔

دُوسرا دَور

بہرحال جب دَور طالب علمی کا وہ آخری سال آیا جب مجھے دَورۂ حدیث پڑھنا تھا تو میں علم حدیث حاصل کرنے کے لئے ہندوستان

گیا اور دیوبندی مسلک کے چوٹی کے علماء سے دورۂ حدیث پڑھا۔ جن میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ بھی شامل ہیں جو مملکتِ پاکستان میں شیخ الاسلام کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ ان اساتذۂ کرام کا علم بھی ہر شک وشبہ سے بالا ہے اور تقویٰ و دیانت بھی مسلّمہ مگر طریقِ تعلیم تو وہی تھا جو تمام حنفی علماء میں مروّج تھا۔ چنانچہ دورۂ حدیث کے دوران میرے دل کو دو باتوں سے زبردست دھچکا لگا اوّل یہ کہ دورۂ حدیث میں حدیث کی چھ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ جن صحاحِ ستّہ کہتے ہیں۔ یعنی صحیح بخاری۔ صحیح مُسلم۔ سُنن ابوداؤد۔ سُننِ ترمذی۔ سُننِ نسائی اور سُننِ ابنِ ماجہ۔ ان سب کتابوں کے مصنفوں میں سے کوئی ایک بھی نہ کسی امام کا مقلّد ہے اور نہ ہی حنفی تو میرے دل پر یہ بات بہت گراں گزری کہ حدیثیں جمع کرنے والے مُحدِّث علماء میں سے کوئی بھی حنفی نہیں۔ حنفی علماء کی کوئی کتاب حدیثِ رسُولؐ کے متعلق ہمارے درس میں نہ تھی۔ کیوں کہ ایسی کوئی کتاب ہے ہی نہیں۔ دوسری اس بات سے میرے دل پر زبردست چوٹ لگی کہ ہمارے اساتذہ سال بھر اُن حدیثوں کی تاویلوں پر طویل تقریریں کرتے رہے جو حدیثیں حنفی فقہ کے خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ بعض حدیثوں پر تو دس دس دن اور مہینہ مہینہ تقریریں ہوتی رہتیں اور

طلباء یاد بھی کرتے اور لکھتے بھی رہتے مگر ایک ایسے طالب علم کے لئے جس نے سب علوم سمجھ کر پڑھے ہوں ان کے نزدیک ان تقریروں کی حیثیت محض غلط تاویلوں کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔ مجھے یاد ہے ہمارے ساتھ دورۂ حدیث میں جزائر مالا بار کا ایک شافعی طالب علم بھی شریک تھا وہ کہا کرتا تھا ہمارے اساتذہ اپنے مذہب کے مسائل کو دلائل کی بجائے مُکّوں کے زور سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کیوں کہ بعض اساتذہ دورانِ تدریس جوش میں تر پائی پر زور زور سے مکّے مارا کرتے تھے۔ اس صورتِ حال سے میرا ذہن متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مگر اس کے بعد بیس سالہ دور میں اس اثر کے تحت میں صرف اس قدر فقہ کی تردید کیا کرتا تھا کہ جو مسائل گروہی اختلافی نہیں ہیں بلکہ شہنشاہوں اور جاگیرداروں کو خوش کرنے کے لئے لکھے ہیں مثلاً میری اس تردید سے حنفی علماء تو ناراض رہا کرتے تھے۔ مگر انصاف پسند تعلیم یافتہ حضرات پسند کیا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ میرے ذہنی انقلاب کا یہ دوسرا واقعہ تھا۔

تیسرا دور

تیسرا واقعہ یہ ہؤا کہ میں اپنے بیس سالہ دورِ تدریس میں طلباء کو ترجمۂ قرآن اور حدیث کی ابتدائی کتاب مشکوٰۃ کا درس لازمی دیا کرتا تھا کیوں کہ یہ دونوں مضمون حنفی نصاب میں داخل نہیں ، ابتدائی زمانہ میں طالب علم مخلص ہوتے تھے، وہ میرے اس کام کی قدر کرتے تھے، مگر تقسیم ملک کے بعد طالب علم میرے ان جبری درسوں کو بیگار سمجھنے لگے اور ملک کے طول و عرض میں مجھے اس کام پر مطعون کیا جانے لگا کہ وہ سخت طبیعت ہے ، اور طالب علموں سے جبرًا بیگار لیتا ہے، اُن کو جبرًا ترجمۂ قرآن بھی پڑھاتا ہے اور مشکوٰۃ شریف بھی۔ جب میں نے اپنے خلاف اس قسم کے طعنے اور الزامات سے تو میری طبیعت میں طالب علموں کو علم پڑھانے سے ہی ایک گوناں بیزاری پیدا ہو گئی کہ انسانوں کے لکھے ہوئے علوم کو تو شوق سے پڑھتے ہیں۔ مگر خدا اور رسولؐ کے عطا کردہ علوم کو پڑھنا ایک بیگار سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو پڑھا کر عالم بنانے سے مجھے خدا کے ہاں کیا ملے گا ؟ کیوں کہ میں دنیا کے مال و متاع کے لئے تو نہیں پڑھا رہا تھا صرف رضائے الٰہی مقصود تھی تو جب

خدا کی کتاب اور پیغمبرؐ کی حدیث کے ساتھ ان عالم بننے والے لوگوں کا یہ برتاؤ ہو تو ان کو پڑھانے سے نہ پڑھانا بہتر ہے۔

چوتھا دَور

چوتھا واقعہ یہ پیش آیا کہ عام مدارس کو دوکانداری بنا لیا گیا اور پڑھتے پڑھانے والوں نے بھی اپنا مقصد حصول دنیا قرار دے لیا۔ اسی سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ سنہ ۱۹۶۳ء میں (لائلپور) فیصل آباد شہر میں نماز تراویح کا اختلافی مسئلہ چھڑ گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ منٹگمری بازار اہلحدیث کی مسجد میں ایک جلسۂ عام امام المناظرین حضرت العلام مولانا احمد دینؒ صاحب گکھڑوی مرحوم و مغفور اور رئیس المناظرین حضرت العلام مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی نے یہ چیلنج کر دیا کہ بیس رکعت تراویح کوئی حنفی عالم ثابت کر کے دکھانا چاہے تو ہم مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ میرے مدرسہ کے دو طالب علموں نے رقعہ لکھا کہ ہم تیار ہیں انھوں نے واپس آکر مجھ سے مناظرہ کے لئے کہا تو میں نے کہا کہ مناظروں سے مسائل ثابت نہیں ہوا کرتے۔ میں جلد ہی نماز تراویح پر ایک رسالہ لکھنے والا ہوں۔ پھر میں نے رسالہ لکھنے کا عزم کیا تو چونکہ میں دوسرے حنفی مدرس علماء کی طرح باقی علوم و فنون کا ماہر تھا۔ مگر حدیث

چونکہ کوئی پڑھتا ہی نہ تھا اس لئے حدیث میں مجھے کوئی مہارت نہ تھی چنانچہ میں رسالہ کا مواد حاصل کرنے کے لئے مولانا سرفراز خاں صاحب کے پاس گھکھڑ گیا کیونکہ وہ اہلحدیث کے مقابلہ میں اختلافی مسائل پر کتابیں لکھتے رہتے ہیں انہوں نے مجھے بیس رکعت تراویح کی دو دلیلیں پیش کیں، ایک موطا امام مالکؒ کی روایت جس میں راوی یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ رمضان کی راتوں کو بیس رکعت کا قیام کیا کرتے تھے اور چونکہ یہ موطا کی روایت ہے اس لئے یہ مستند ہے۔ دوسری یہ دلیل پیش کی کہ سنن بیہقی میں یہ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن باجماعت جو نماز تراویح پڑھائی تھی وہ بیس رکعتیں تھیں [عہ]

مولانا سرفراز خاں صاحب نے خود یہ فرمایا کہ اس روایت میں ابوشیبہ نامی ایک راوی ہے اور اہل حدیث اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں مگر اسمائے رجال کی کتاب میزان الاعتدال میں یہ ذکر ہے کہ امام بخاریؒ نے اس راوی کو ضعیف قرار نہیں دیا۔ اور پھر مجھے میزان الاعتدال کی یہ عبارت نکال کر دکھائی اور لکھوائی۔ عبارت یہ ہے کہ ابوشیبہ کا ذکر کرتے ہوئے مصنف کہتا ہے کہ سَکَتَ

[عہ] اس مسئلہ کا پورا ذکر رسالہ صلوٰۃ التراویح میں مذکور ہے۔

عنہُ البخاری ۔ یعنی اس راوی سے امام بخاریؒ نے سکوت فرمایا ہے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس راوی پر کوئی تنقید نہیں کی اور جب امام بخاریؒ تنقید نہیں کرتے تو دوسرے محدثین کی تنقید کا کیا کام رہ جاتا ہے ۔ میں نے واپس آکر رسالہ لکھ کر چھپوا دیا اور شائع کر دیا اور یہ عبارت بھی لکھ دی اس پر حضرت العلام مولانا احمد دین گھکھڑوی کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا کہ اگر میزان الاعتدال سے مولانا عبدالرحمٰن صاحب یہ ثابت کر دیں کہ امام بخاریؒ نے ابو شیبہ کو ضعیف نہیں قرار دیا تو میں مولانا کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا ۔

مجھے یہ اشتہار پہنچا تو بڑی حیرت ہوئی کہ میزان الاعتدال میں یہ عبارت میں نے خود دیکھی ہے تو پھر یہ چیلنج کیسا ؟ میں نے یہ سمجھا کہ شاید جو جملہ میں نے نقل کیا ہے ۔ اُس کے سیاق و سباق میں کوئی اور عبارت ہو اور میں نے نہ دیکھی ہو ۔ چنانچہ میں نے بحالت روزہ ہی لاہور کا سفر کیا اور کتاب میزان الاعتدال دو سو روپیہ میں خریدی مگر کتاب کا جب مطالعہ کیا تو عبارت بالکل درست تھی اور سیاق و سباق میں کوئی ایسا لفظ نہ تھا جس میں اس جملہ کی نفی ہو ۔ میری حیرت اور بڑھ گئی اور واپس

فیصل آباد آ گیا۔ یہاں آ کر میزان الاعتدال کا مقدمہ پڑھا تو یہ قاعدہ لکھا ہوا تھا کہ جب اسناد حدیث کی بحث میں یہ جملہ آ جائے کہ سَکَتَ عَنْہُ الْبُخَارِیُّ تو اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ یا محدِّثین نے اُس راوی کو حد سے زیادہ ضعیف قرار دیا ہے اور اس کو اس قابل ہی نہیں سمجھا کہ اس کے متعلق کوئی بحث کی جائے یا تنقید کی جائے، یعنی وہ ناقابل اعتماد ہے۔ یعنی کسی محدِّث کے سامنے کسی ایسے راوی کا ذکر آ جاتا کہ وہ حدیثوں میں سرے سے قابلِ اعتبار ہی نہ ہوتا تو محدِّث اُس کے متعلق کہہ دیتا چھوڑو اس راوی کو یہ بھی کوئی محدِّث ہے؟ کہ اس پر کوئی بات کی جائے یعنی سرے سے اس قابل ہی نہیں کہ اُس کا محدّثوں میں نام لیا جائے تو سَکَتَ عَنْہُ الْبُخَارِیُّ کا مطلب بھی اس قاعدہ کے مطابق یہ ہوا کہ امام بخاریؒ نے اس کے متعلق مکمل سکوت فرمایا ہے۔ یعنی اس کے متعلق کوئی بات کرنا گوارا ہی نہیں کیا۔ جب یہ حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی تو میں نے مولانا سرفراز خاں صاحب کو لکھا کہ مذہبی تعصب میں آ کر دیانت کو چھوڑ دینا ایک عالم کے شایان شان نہیں ہے تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تو زبانی فرمایا کہ مولوی صاحب ایسے اختلافی مسائل

میں حقیقت یہ ہے کہ احادیث حنفیوں کے خلاف ہیں اور ایسے ضعیف سہاروں سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ اس سے میرے ذہن پر زبردست چوٹ لگی اور افسوس ہوا کہ دین کے معاملہ میں یہ طرزِ عمل تو خالصتہً یہودی علماء کا طرزِ عمل ہے۔ چنانچہ ان وجوہ کی بناء پر میں نے ایک طرف مدرسہ چلانے سے دست برداری اختیار کر لی اور دوسری طرف تقلیدی ذہنیت کو بالکل ترک کر دیا اور غیر جانبدار ہو کر عالمی مذاہب کا مطالعہ بھی کیا اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے مسالک کا مطالعہ بھی غیر جانبداری سے کیا اس کے ساتھ ہی عالمی تاریخ بالعموم اور اسلامی تاریخ بالخصوص زیر مطالعہ رکھی اور اپنے لئے قرآن وحدیث کے غیر جانبدارانہ سمجھنے کو نصب العین بنا لیا چنانچہ چند سالوں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مسلمانوں کے اختلافی مسائل میں برحق مذہب یہ ہے کہ جو کچھ قرآن وحدیث میں ملے اُس کو قبول کر لیا جائے اور اس کے سوا سب انسانوں کی باتوں کو قرآن وحدیث کے ساتھ تطبیق دی جائے جو بات قرآن وحدیث کے مطابق ہو اُس کو قبول کر لیا جائے اور جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو اُس کو رد کر دیا جائے کیوں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی انسان معصوم نہیں تو پھر ہم غیر معصوم انسانوں کی تقلید کیوں کریں۔ ترک تقلید کو نہ صرف

یہ کہ میں نے اپنا مسلک بنایا بلکہ میرے نزدیک کسی بھی عالم کے لئے تقلید جائز نہیں اور عوام غریب تو علماء کے تابع ہوتے ہیں وہ معذور ہیں۔ مگر علماء کے لئے تقلید کرنا قطعاً حرام ہے۔ کیوں کہ ایک مسلمان جب یہ کلمہ پڑھ لیتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس کلمہ کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ انسان دل سے یہ عہد کرے کہ میں نے اپنا مالک و حاکم صرف خدا کو بنانا ہے اور اُسی کے حکموں پر چلنا ہے اور دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ یہ دور ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا۔ لہٰذا خدا کا وہی حکم میں نے ماننا ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ کے ذریعہ مجھ تکت پہنچا ہے۔ ہر مسلمان جب دل سے صرف دو ذاتوں کا حکم مان لینے اور اس پر چلنے کا عہد کرتا ہے ایک ذات خداوندی جس کا حکم قرآن میں ہے اور دوسری ذاتِ محمدی جن کا پیش کردہ طریق زندگی حدیث میں ہے تو پھر کسی مسلمان کے لئے بھی یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے سوا کسی دوسرے کی تقلید کرے اور گروہی تعصب میں آکر آنکھیں بند کرے کیوں کہ جس طرح خدا کے سوا کسی دوسرے کا حکم مان لینا الوہیت میں شرک ہے ایسے ہی حضرت محمد مصطفیٰ کے سوا کسی دوسرے کا حکم مان لینا یہ شرک فی الرسالت ہے اور جو بھی مسلمان کسی کی بھی تقلید کرتا ہے یا

وہ اس کو حکم صادر کرنے کا اختیار دیتا ہے تو یہ شرک ہے الوہیت میں اور اگر اُس کو حکم خداوندی کے ترجمان کا منصب دیتا ہے تو یہ رسالت میں شرک ہے اس لئے تقلید تو عوام کے لئے بھی حرام ہے اور علماء کے لئے بھی حرام مگر علماء اِس جرم میں عوام کی طرف سے بھی ذمہ دار ہیں کیوں کہ عوام کو وہ گروہ بندی میں لاکر تقلید کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ حالاں کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے شخص کی بات بھی ہو، اُس کو ٹھکرا دینا لازمی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ تاریخ اسلامی میں مذکور ہے کہ حج کے موقع پر کسی شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا آپؓ نے فرمایا اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تو سائل نے کہا کہ آپؓ کے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے خلاف بیان کیا کرتے تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غصّے میں آگئے اور فرمایا:

> یعنی کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابع داری کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں؟ یا عمر رضی اللہ!
>
> (احکام الاحکام ج ۲- بحث رد تقلید)

یہ تھا صحیح ایمان، کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے

کے خلاف خواہ کسی جلیل القدر صحابیؓ کی بات بھی ہو اُس کو رد کر دیا جائے

بالآخر میں اہلحدیث ہو گیا

اب میرے سامنے دو ہی راستے تھے ایک راستہ تقلیدی مذہب کا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو مسائل حنفی فقہ کی کتابوں میں ہیں میں ان کو دل سے خدائی احکام مان کر ان کے مطابق عمل کرنے کا عہد کرتا اور دوسرا راستہ تحقیقی مذہب کا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ احکام کو دل سے خداوندی احکام مان کر ان کے مطابق عمل کرنے کا عہد کرتا تو میں نے دیانت داری سے دوسرے راستہ کو اختیار کیا اور پہلے راستہ کو رد کر دیا۔ یہی دوسرا راستہ مذہب اہل حدیث ہے اس لیئے کہ مذہب اہل حدیث کا مطلب کسی خاص طبقۂ علماء کی تقلید کرنا نہیں بلکہ قرآن و حدیث پر ایمان لا کر صرف قرآن و حدیث کے پیش کردہ احکام کو دل سے خدائی احکام مان کر ان کے مطابق عمل کرنا ہے۔ لہٰذا میں نے مذکورہ بالا مختلف ادوار سے گزرنے کے بعد مذہب اہلحدیث

اختیار کیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس کے بعد نماز تراویح فاتحہ خلف الامام احکام نماز جنازہ وغیرہ مسائل پر چھوٹے چھوٹے رسائل بھی تصنیف کر کے شائع کرا چکا ہوں تاکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی خداوند قدوس ہدایت عطا فرمائے اور وہ تقلید ترک کر کے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر اپنی عاقبت سنواریں۔ اس مختصر رسالہ کی اشاعت کی غرض بھی یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کے مطالعہ سے مسلمانوں کو اتباعِ سنتِ رسول اللہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

الداعی الی الخیر

عبدالرحمٰن

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمّدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم ورسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنت کے اسباب اعران کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل واحکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور وغل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزار فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاوّل اور حبِّ رسولؐ کے مظاہر
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

اپیل

دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہلِ خیر اور ہمدردوں کے تعاون پر منحصر ہے خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگِ حیات کو تازہ رکھتا ہے۔ ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ اہم ترین ملی و دینی فریضہ ہے۔ جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ہماری سینکڑوں سالہ ملی و جماعتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحابِ خیر کے تعاون سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی قائم ہے اور انشاءاللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ آخر تک برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر بھی وقت کا وہ اہم ترین قدم ہے جو دینِ خالص کی بقا اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا رہے اور اس مقدس شمع کی روشنی دور و نزدیک پھیلتی رہے اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہم قدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

والسلام

(سکریٹری ٹرسٹ)